**AL-AHQAQ** **Recognized by HEC in Y-Category**
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/9 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.4, Issue.1 (2026) PRINT - ISSN- 3006-5941

# مکتوباتی ادب میں نذیر احمد دہلوی کی انفرادیت

## Uniqueness of Nazir Ahmad Dehlvi in correspondence literature

**Dr. Rashid Islam**
Subject Specialist, Department of Urdu, International Islamic University Islamabad. Email. malikrashidislam94@gmail.com

**ABSTRACT:**

Deputy Nazir Ahmad was an Urdu novel writer, social and religious reformer and orator. He is the first Urdu novelist visionary who created a respectable storehouse of literature for women. Nazir Ahmad wrote many letters to his son. The uniqueness of Nazir Ahmad letters is that he made them a source of advice and guidance. Through his letters he has exhorted the good principles of ethics, religion and education. In his letters, the warmth of his thoughts and ideas, emotions and feelings can also be felt. His aim was to educate and train his son and reforms and guide him. They are aimed at son`s education and most of the letters are related to curricular issues and character building and some of his hobbies, engagements of local politics and complex issues of family life. In some letters the important issues of national life have been discussed and in a few letters all the merits and demerits of the English language and English civilization have been mentioned. In this article we discuss all the aspects and stylistic of prose of Nazir Ahmad`s letters,

**Keywords:**

Nazir Ahmad`s letters, Deputy Nazir Ahmad, Urdu novel writer, character building, local politics

### مقدمہ

اردو مکتوباتی ادب کے ایک اہم ستون مولوی نذیر احمد ہیں۔ رفقائے سرسید کا تعارف مولوی نذیر احمد کے بغیر نامکمل ہے۔ مولوی نذیر احمد اردو ادب کا ایک بڑا نام ہے، جن کے ناول آج بھی انتہائی ذوق و شوق سے پڑھے جاتے ہیں۔ ان کے ناول اردو ادب میں قیمتی سرمایہ ہیں۔ ڈپٹی نذیر احمد اپنے معاصرین میں مکتوب نگاری کے حوالے سے بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔ معاصرین سرسید میں جب مکاتیب کے اسلوب کا مطالعہ کیا جائے تو مولوی نذیر احمد کا نام نمایاں ہے۔ بلکہ بعض تحریروں پر تو سرسید کی تحریر ہونے کا گمان ہوتا ہے۔ سرسید احمد خان کے رفیق خاص ہونے کی

وجہ سے نذیر احمد پر سر سید کا خاص اثر تھا۔ ان کے خیالات و افکار میں بھی یک رنگی کا احساس ہوتا ہے۔ ڈپٹی نذیر احمد کے مکتوباتی ادب میں ان کا مجموعہ مکاتیب موعظہ حسنہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

ڈپٹی نذیر احمد نے اپنے خطوط کے ذریعے اخلاق، مذہب اور تعلیم و تربیت کے عمدہ اصولوں کی تلقین کی ہے۔ ان کے خطوط میں واعظانہ انداز تحریر ہے۔ مولوی نذیر احمد کے خطوط میں ان کے خیالات و نظریات، جذبات و احساسات کی گرمی بھی محسوس کی جاسکتی ہے۔ علاوہ ازیں ان میں دردمندانہ، آزادانہ اور حکیمانہ پیرائیہ میں مختلف امور کی تعلیم دی گئی ہے۔ معین الدین عقیل، مولوی نذیر احمد کے مکاتیب پر اظہار خیال کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "مولوی نذیر احمد کے خطوط کی انفرادیت یہ تھی کہ انھوں نے اسے نصیحت اور ہدایت کا ذریعہ بنایا تھا۔ یہ خطوط انھوں نے اعظم گڑھ، حیدرآباد اور دہلی سے اپنے بیٹے بشیر الدین احمد خان کو لکھے تھے۔ ان کا مقصد بیٹے کی تعلیم و تربیت اور اصلاح و ہدایت تھا۔ بیشتر خطوط درسی مسائل اور تعمیر و اصلاح کردار سے متعلق ہیں اور کچھ اپنے مشاغل، مقامی سیاست کی الجھنوں اور خانگی زندگی کے پیچیدہ مسئلوں پر مبنی ہیں۔ بعض خط میں قومی زندگی کے اہم مسائل زیر بحث آئے ہیں اور چند خطوط میں انگریزی زبان اور انگریزی تمدن کی تمام خوبیوں اور خامیوں کا ذکر ہے۔"۱

ڈپٹی نذیر احمد کا اسلوب زیادہ تر واعظانہ ہے جو ان کے خطوط کے مجموعے موعظہ حسنہ میں بھی دیکھا جاسکتا ہے۔ ان کے زیادہ تر خطوط ان کے فرزند مولوی بشیر الدین کے نام ہیں۔ جنھیں وہ ناصحانہ انداز میں لکھتے ہیں۔ وہ بعض موقعوں پر محبت سے پیش آتے ہیں اور بسا اوقات ناراضگی کا اظہار بھی کرتے ہیں۔ ان کا طرز تحریر بھی سادہ ہے لیکن اس سادگی میں ایک واعظ کا سا انداز ملتا ہے۔ وہ اپنے لڑکے کو نصیحتیں کرتے ہوئے تعلیم اور مقاصد کے حصول پر زور دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کیونکہ نذیر احمد کی تحریروں کا عمومی رنگ اصلاحی ہے اس لیے یہی اسلوب ان کے مکاتیب میں بھی نظر آتا ہے۔ ۲ شاداب تبسم اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> "جیسا کہ مجموعہ کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان میں پند و نصائح کا عنصر نمایاں ہے۔ ان مکتوبات کے ذریعہ مولوی نذیر احمد اپنے بیٹے کی تربیت چاہتے تھے اور یوں بھی ان کو مواعظ اور اخلاقی تلقین سے گہری دلچسپی تھی۔ ان خطوط کے ذریعہ انھوں نے اخلاق، مذہب اور تعلیم و تربیت کے عمدہ اصولوں کی تلقین کی ہے۔ نذیر احمد کو وعظ کہنے اور تلقین کرنے کا بہت شوق تھا اس لیے ان کے ناولوں کی طرح ان کے خطوط میں بھی مقصدیت کا عنصر نمایاں ہے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ موعظہ حسنہ کے تمام خطوط کے مکتوب الیہ نذیر احمد کے فرزند بشیر الدین ہی ہیں۔"۳

مولوی نذیر احمد کے خطوط کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ وہ بغیر القاب و آداب کے خط کی عبارت شروع کرتے ہیں اور براہ راست اپنا مدعا بیان کرتے ہیں۔ ان کے خطوط کا جو مجموعہ اہل قلم کے ہاتھ لگا ہے اس میں تمام خطوط ان کے بیٹے مولوی بشیر الدین احمد کے نام ہیں تو ان میں بے تکلفی اور بھی زیادہ پائی جاتی ہے۔ ان کے خطوط مقصدی ہونے کے ساتھ ساتھ پدری محبت سے لبریز بھی ہیں۔ ان کے استعمال کردہ الفاظوں سے

پدری شفقت و محبت کی مہک محسوس ہوتی ہے۔بقول شاداب تبسم: موعظ حسنہ کے خطوط ایسے ہیں جو ایک مشفق باپ نے اپنے بیٹے کو نہایت دلسوزی سے تحریر کیے ہیں۔ فقرے فقرے سے ،لفظ لفظ سے محبت اور شفقت کی خوشبو ٹپکتی ہے۔یہ خطوط کیا ہیں معلوم ہوتا ہے کہ پدرانہ شفقت و مکرمت، ہمت افزائی، حوصلہ مندی، فیض و فیضان، تعلیم و تربیت کے غیر معمولی جوش کا ابال ہیں۔ نصیحت آمیز یا پند و نصائح اور تلقین کے عمدہ نمونے ملتے ہیں۔ڈپٹی نذیر احمد ایک خط میں اپنے بیٹے مولوی بشیر الدین احمد کو لکھتے ہیں:

> ”بشیر !عربی پڑھنے کا ڈھنگ تو اچھا ہے۔اے کاش انگریزی یا ریاضی اور ہر چیز میں یہی کاوش ہو اگر اسی طرح کی تحقیق سے ہر چیز دیکھی جائے اور سمجھی جائے تو طوفان ترقی استعداد پیدا ہو، لیکن عربی میں اس ڈھرلے پر تم کو میں نے لگایا، سو تم کو اس کا خیال ہے۔
>
> تمہارے خط انگریزی میں حروف کی جوڑان نہیں ہوتی۔ تمہارا خط مجھ سے عمدہ ہے مگر تم کو اپنے جیسا نہیں چاہتا بلکہ اپنے سے بہ مدارج بہتر اور جو بات تمہارے فائدے کی ہے سمجھ میں آئے گی۔
>
> عربی ہو یا انگریزی ترجمہ دو طرح کا ہوتا ہے:ایک لفظی جیسے ”گئی وہ عورت اوپر ایک دروازے کے“ ایک بامحاورہ جیسے ”وہ عورت ایک دروازے پر پہنچی“عبارت کی عمدگی یہ ہے کہ نرم بول چال ہو جیسے کوئی باتیں کر رہا ہے:اس وجہ سے اخبار اور ناول کی انگریزی عمدہ سمجھی جاتی ہے،یہ لوگ روز مرہ لکھتے ہیں۔ پس تم دو ترجموں کی عادت ڈالو، لفظی اور بامحاورہ، بلکہ اب تم کو محاورے کا زیادہ خیال رکھنا چاہیے کیونکہ بفضلہٖ تعالیٰ مبتدیوں کے درجے سے ترقی کی۔“[۴]

نذیر احمد کے خطوط میں تعلیمی مباحث پر کثرت سے اظہار خیال ملتا ہے۔ مثلاً انگریزی کس طرح بولنی چاہیے؟ انگریزی کس طرح لکھنی چاہیے؟ وغیرہ۔ حقیقت میں ہر باپ کی طرح نذیر احمد کو بھی اپنے فرزند سے بے پناہ محبت والفت تھی اور وہ اسے ایک کامیاب اور کامل انسان کے طور پر دنیا میں خوشحال دیکھنا چاہتے تھے۔ اسی طرح وہ بیٹے کو انگریزی سکھانے پر مائل کرتے تھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ جدید علوم کے حصول کے لیے انگریزی زبان کا سیکھنا نہایت ضروری ہے۔ تمام علوم جدید انگریزی زبان میں ہی لکھے اور پڑھائے جاتے ہیں۔ دنیا کی اعلیٰ اور بلند پایہ کتب بھی انگریزی میں دستیاب ہیں۔ لہٰذا انگریزی اور جدیدیت لازم و ملزوم ہیں۔ نذیر احمد ایک خط میں اپنے فرزند کو انگریزی تعلیم پڑھنے کی تاکید کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

> ”مجھ کو تمہاری تین باتیں پسند آئیں۔ تم نے فارسی خط کچھ درست کیا، قرآن مجید پر تمہاری نظر ہے کہ اس سے استفادہ کرتے ہو، یہ بڑی مفید چیز ہے، عبارت فارسی لکھنے پر قدرت پیدا کرتے جاتے ہو۔ اگر زبان انگریزی، گرامر، کمپوزیشن اور علوم ریاضی میں بھی اسی نسبت کے ساتھ توجہ کرو تو بس کافی ہے۔ اس کو سمجھ لو کہ عربی فارسی لوگوں یعنی ابنائے جنس میں سوراخ روٹی پیدا کرنے کی چیز ہے اور انگریزی تو بابا فی زماننا ھذا رزق کی ڈوئی ہے۔ اگر انگریزی کو شرط رزق کہا جائے تو بجا۔
>
> پس انگریزی کی طرف مزید توجہ لازم اور ظاہر تم یہ نہیں کرتے اور برا کرتے ہو۔ اجی حضرت!

> انگریزی مول اور عربی فارسی روکھن۔ جتنی عربی فارسی تم اب جانتے ہو، دنیا کاروائی کو بہت ہے لیکن انگریزی کیا ہے "ھیچ بدتر از ھیچ"۔ اس کو خدا کے لیے سمجھو۔ مصیبت یہ ہے کہ مجھ کو انگریزی نہیں آتی ورنہ تم غفلت نہ کرنے پاتے۔"۵

ڈپٹی نذیر احمد کی دیگر تصانیف کی طرح مکتوبات بھی وعظ و نصیحت سے بھرے پڑے ہیں۔ طویل خطوط اکثر واعظ اور خطیب کی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں۔ نذیر احمد کا اصل مقصد مسلمانوں کی معاشرتی اور مذہبی اصلاح تھا اور خطوط کے ذریعہ وہ اپنے بیٹے کی اصلاح کرنا چاہتے تھے۔ والد اور فرزند کے باہمی تعلقات کی نوعیت جس محبت اور احترام کی متقاضی ہوتی ہے اس کا لحاظ دونوں کے درمیان ایک حد فاضل قائم کرتا ہے اور درمیانی دیوار رعب، خوف اور شرم وحیا جیسے عناصر سے ترکیب پاتی ہے۔ نذیر احمد کے خطوط ایک اعلیٰ انسانی وصف کی جانب اشارہ کرتے ہیں جہاں وہ والد بزرگوار کے ساتھ ایک طرح سے یار غم گسار بن جاتے ہیں۔ اور یہ انسانی ہمدردی ایک خوشگوار فضا پیدا کر دیتی ہے۔ جس کے زیر اثر ان کا لہجہ و تخاطب نیز القاب وآداب بے تکلفی کی نقش گری کرتے ہیں۔ مثلاً بشیر، لاؤ اس مختصر گول "ۃ" کے قاعدے کو صاف کر ڈالیں، بشیر الدین کی نسبت سے اس متعلق نذیر احمد لکھتے ہیں:

> "تمہاری سمجھ کے بھروسے میں تم کو یہ خط لکھتا ہوں۔ شرم وحیا شرط ادب وجوہر شرافت ہے۔ لیکن شرم تین قسم کی ہے۔ شرعی۔ عقلی۔ عرفی۔ شادی بیاہ کے بارے میں جو شرم لوگ کیا کرتے ہیں وہ نہ شرعی ہے نہ عقلی بلکہ محض عرفی رہ ورسم دنیا کی پابندی ہے۔ تم کپڑا اور کتاب اور کھانا یہاں تک کہ ٹوپی اور جوتی یعنی چھوٹی چھوٹی ضرورتوں میں ہمیشہ اپنی ذات رائے کامل آزادی اور بے باکی کے ساتھ ظاہر کیا کرتے ہو۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ایسے امر اہم کی نسبت جس پر تمہاری دین ودنیا کا بناؤ بگاڑ منحصر ہے۔ تم سے رائے طلب نہ کی جائے تم شاید یہ حیلہ کروگے کہ یہ معاملہ مشکل ہے اور مجھ سے ایسے امور عظمیہ کی نسبت رائے دینے کی قابلیت نہیں۔"٦

نذیر احمد اپنے مکتوبات میں طویل جملے کے آخر میں وقفہ نہیں کرتے بلکہ "اور" لگا کر بات جاری رکھتے تھے۔ وہ اپنی تحریر میں جا بجا انگریزی کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ بعض اوقات وہ الفاظ بھی انگریزی ہی کے لکھتے جن کے مناسب اور موزوں الفاظ اردو میں موجود ہوتے تھے۔ انگریزی الفاظ کے ساتھ ساتھ ان کی تحریروں میں عربی اور فارسی کے الفاظ، محاورات، ضرب الامثال اور تراکیب بھی ملتی ہیں۔ مثلاً عربی کے: انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ ، کان اکثرھم غاسقین.سارقین کاذبین، وذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء، سیرو فی الارض، وللر جال علیھن درجۃ، الناس علی دین ملوکھم، وماعلینا الا البلاغ، وغیرہ۔ اسی طرح فارسی کے: ھیچ بدتر از ھیچ، اسفار صبح، حاشا وکلا، صدور الاحرار قبور الاسرار، تانہ باشد چیز کے مردم نہ، دیر آید درست آید، فکر ھر کس بہ قدر ھمت اوست، ایں خیال است ومحال است جنوں، اگر پدر نہ تو اندیسر تمام کند ،وغیرہ۔ انگریزی کے

:فنڈ(Fund)، ایٹماسفئیر(Atmosphere)، سبجیکٹ(Subject)، کمپلیٹ(Complete)، وجیٹیرین(Vegetarian)، کمیشن (Commission)، سیلف(Self)، انلائٹنڈ(Enlightened)، فل ڈریس(Full Dress)، دی لاسٹ ڈوناٹ دی لیسٹ( The last do not the least)، سٹینڈرڈ(Standard)، ریفارمر(Reformer)، ہیبٹ از دی سکینڈ نیچر(Habit is the second nature)، فرام

ٹاپ ٹُو ٹو(From top to toe)، نوٹ(Note)، کلاسز(Classes)، اینڈ دی انگلش ڈنر از اور And the English dinner is over)، وغیرہ وغیرہ۔ نذیر احمد کے مکتوبات میں انگریزی، عربی اور فارسی کے الفاظ و محاورات کے استعمال کی آمیزش سے ان میں ایک اجنبیت اور غرابت پیدا ہو جاتی ہے۔ شاداب تبسم اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> ”محاورات کے علاوہ نذیر احمد نے خطوط میں انگریزی، عربی و فارسی کے الفاظ کثرت سے استعمال کیے ہیں۔ کبھی کبھی آدھی انگریزی اور آدھی اردو میں خط لکھے ہیں۔ سارا فارسی میں بھی لکھا ہے۔
>
> نذیر احمد نے اپنے خطوط میں فقہی اصلاحات، عربی اور فارسی کے الفاظ کا استعمال کیا جس سے تحریروں میں غرابت اور اجنبیت پیدا ہوتی ہے۔ مراد یہ ہے کہ جو طبقے ان کے مخاطب ہیں یا خطوط کے قارئین کے لیے نا قابل فہم نہ سہی لیکن نامانوس ضرور معلوم ہوتے ہیں۔ انگریزی الفاظ کے استعمال کی طرف تو ہم اس وقت کے اکثر ادیبوں کو مائل پاتے ہیں۔ یہ انگریزی علوم کے وسیلے سے حاصل شدہ معلومات کا ہی نتیجہ ہے اور اس میں مرعوبیت کو بھی دخل ہے اس سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا۔ نذیر احمد کا قیام مشرقی یوپی میں رہا اس لیے وہاں کی بولی ٹھولی کا اثر ان کی تحریروں میں نظر آتا ہے۔“[7]

بظاہر موعظہ حسنہ کے تمام خطوط ایک ہی شخص کے نام ہیں۔ ان کا موضوع بھی کسی نہ کسی طور پر موعظہ حسنہ کے تحت آتا ہے۔ اگرچہ نذیر احمد نے خطوط کو تحریر کرتے وقت اپنے اور اپنے بیٹے کے ذہنی کوائف کی نیز اپنے ماحول کی تصویر کشی بڑی چابک دستی سے کی ہے۔ خطوط میں نذیر احمد کے تنقیدی ذہن کی جھلکیاں جگہ جگہ مل جاتی ہیں۔ خطوط میں پند و نصائح کے علاوہ مختلف رشتوں کی پہلوداری بھی موجود ہے۔ بیوی کے نام خطوط میں فنی خوبیوں کے ساتھ فکری خوبیاں بھی نمایاں ہیں۔ ان خطوط میں اپنے دیگر بچوں کا ذکر، مرحوم بچوں کا ذکر، بیٹے بشیر الدین احمد کی شادی کی فکر اور شادی جلدی کرانے پر زور دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ نذیر احمد اتنی کفایت شعاری سے کام لیتے تھے کہ بخیل مشہور ہو گئے تھے۔ اس بات کا ذکر بھی ان کے خطوط میں ملتا ہے۔ اس گھڑی کا ذکر جو ان کو I.P.C کے ترجمہ کے سلسلے میں بطور انعام ملی تھی۔ سفر کا، شہروں کا، ایک جگہ سے دوسری جگہ اپنی بدلی کا، موسم کا، بارش نہ ہونے سے قحط کا، اخباروں کا، سمندر کا اور اپنے دوستوں کا ذکر مکتوبات میں کرتے ہیں۔ اس طرح موضوعات کا تنوع ان کے خطوط کو یکسانیت کی فضا سے باہر لے آیا ہے اور خطوط میں مختلف رنگ پیدا ہو گئے ہیں۔ یہ رنگ نذیر احمد کی گوناگوں دلچسپیوں کی آئینہ داری کرتے ہیں۔

موعظہ حسنہ کے خطوط سے اگر ثقیل محاورات کا استعمال اور بھاری بھر کم عربی و فارسی کی شمولیت کو نظر انداز کر دیا جائے تو یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ یہ خطوط سر سید احمد خان کے عہد کے مکتوباتی ادب میں قابل قدر اضافہ ہیں۔ ان کی زندگی میں تین جہتیں تھیں۔ ایک وہ جس کا تعلق ان کی معاشرتی زندگی اور ادبیات سے تھا۔ انھوں نے محاورے اور دہلی کی ٹکسالی زبان کو بار بار استعمال کیا۔ ان کی علمی زندگی کی دوسری جہت ان کے ترجمہ قرآن اور مذہبی تحریروں میں ملتی ہے۔ تیسری جہت ان کے مواعظ اور مذہبی لکچروں کی صورت میں سامنے آتی ہے۔ انہی تینوں جہتوں کے اثرات ان کے خطوط پر بھی مرتب ہوئے۔“[8]

## حوالہ جات


۱۔ معین الدین عقیل،ڈاکٹر،تحریک آزادی میں اردو کا حصہ ص ۹۳ ۷

۲۔ محمد مالک،ڈاکٹر،مکاتیب حالی کا تحقیق و تنقیدی مطالعہ مقالہ برائے پی ایچ ڈی(اردو) نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز،اسلام آباد، جولائی ۲۰۱۱ء،ص ۱۳

۳۔ شاداب تبسم،اردو مکتوب نگاری مکتبہ جامعہ نئ دہلی لمیٹڈ،۲۰۱۲ء،ص ۲۱۰

۴۔ محمد اسماعیل پانی پتی،شیخ،مکتوبات سرسید (جلد اول) مجلس ترقی ادب لاہور،۱۹۷۶ء،ص ۱۱۷

۵۔ ایضاًص ۸۶۔۸۷

۶۔ شاداب تبسم،اردو مکتوب نگاری مکتبہ جامعہ نئ دہلی لمیٹڈ،۲۰۱۲ء،ص ۲۱۷۔۲۱۸

۷۔ ایضاًص ۲۲۵

۸۔ ایضاًص ۲۲۵۔۲۲۶